مولانا غلام غوث۔ مولانا لطف اللہ اور مولانا عبدالقیوم پوپلزئی مجلس احرار میں شامل ہوئے اور جہاں تک غازی کا خیال ہے قیام پاکستان کے بعد بھی احراری رہے۔ بہت ممکن ہے کہ ان کی وفات بھی ایک سرخپوش کلہاڑی بدوش احراری کی حالت میں ہوئی۔

مولانا عبدالقیوم پوپلزئی۔ مولانا غلام غوث۔ مولانا لطف اللہ۔ مولانا عبدالحیؒ۔ مولانا عبدالوارث آف شیر پاؤ کے معاصر تھے۔ جس زمانے میں مولانا سرخپوش کلہاڑی بدوش احراری تھے اس زمانے میں مولانا عبیداللہ انور فرزند شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری طفل مکتب تھے اور ریش و بروت سے آراستہ و پیراستہ نہیں تھے۔ اور مولانا حضرت مفتی محمود کا تو وجود ہی بساطِ سیاست پر نہ تھا۔ یہ سب اکابر اور مشاہیر قیام پاکستان کے بعد بساطِ سیاست پر جلوہ گر و جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

اپریل ۱۹۳۹ء میں پشاور میں جو احرار پولیٹیکل کانفرنس ہوئی تھی، غازیؔ اس کی کامیابی کے لئے لاہور سے پشاور پہنچے تھے۔ یہ کانفرنس مولانا عبدالقیوم۔ مولانا غلام غوث اور غازی کی کوششوں سے ہی کامیاب ہوئی تھی۔ مولانا عبدالقیوم تو اپنے دوست مولانا غلام غوث کے پاس پہنچ گئے۔ ع

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھے

دیکھیں غازیؔ کو ان کے پاس پہنچنے کا کب ٹکٹ ملتا ہے۔

کچھ دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں | الحق کے شمارے جون ۱۹۸۳ء کے ایک مضمون کو جو مولانا انوار الحق اور مولانا عبدالقیوم حقانی نے ترتیب دیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کا کام قیام پاکستان کے بعد ایک چھوٹی سی مسجد سے بغیر کسی اپیل اور چندہ کے شروع ہوا تھا۔ غازی کے خیال میں صحیح اور درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب غازی ۱۹۲۸ء کے ایبٹ آباد پولیٹیکل کانفرنس سے جو مولانا حکیم عبدالسلام ہزاروی کی کوششوں سے مولانا عبدالقادر قصوری کی صدارت میں ہوئی تھی فارغ ہوکر اکوڑہ میں حاضر ہوئے تھے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قبلہ سے ملاقات کی تھی، تو اس زمانے میں حضرت شیخ نے دارالعلوم حقانیہ کا کام اپنے گھر سے ہی شروع کیا تھا۔ اور پھر جب دوبارہ ۱۹۳۹ء میں احرار پولیٹیکل کانفرنس سے فارغ ہوکر غازی اکوڑہ خٹک ایک احراری رضاکار سے ملنے آئے تھے۔ تو اس وقت بھی حضرت شیخ اپنے مکان پر ہی طلباء کو علوم دین سے آراستہ و پیراستہ کرتے نظر آئے تھے[1]

---

[1] اس حد تک فاضل اور بزرگ مکتوب نگار کی بات درست ہے۔ مگر یہ وہ دور تھا کہ حضرت شیخ الحدیث دیوبند بغرض تدریس نہیں گئے تھے۔ اور دیوبند سے فارغ کے بعد گھر کی مسجد میں تدریس فرما رہے تھے کہ طلبہ کی کثرت کی وجہ سے ایک معاون مدرس بھی رکھنا پڑا۔ مگر باضابطہ دارالعلوم کی شکل نہیں تھی (ادارہ)